خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 131

Track - 2

21:00

''مسلمانوں کی بھلائی اجتماعیت میں ہے (عید الاضحی 98-04-08)''

بسم اللہ ...

(تلاوت سورہ فاتحہ)

معزز حاضرین کرام، عید قرباں کے مبارک اور سعید موقع پر میں ہر سال کچھ نہ
کچھ عرض کرتا ہوں۔ابھی میں نے آپ کے سامنے سورہ فاتحہ تلاوت کی ہے۔
سورت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کو
یاد ہے۔ اور اس کی فضیلت یہ ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں اس کو دہرایا جاتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیںکہ سب تعریفیں اللہ کے
لئے ہیں۔ جو عالمین کا رب ہے۔ اور جو رحمان اور رحیم ہے۔ اسی سے مدد
مانگنی چاہئیے۔ اسی کی عبادت کرنی چاہئیے۔ اور وہی ہمیں صراط مستقیم پر
قائم رہنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ ہم جب قرآن پاک کی اس آیت کی تلاوت
کرتے ہیں اور یہ الحمد للہ رب العالمین اور کہتے ہیں سب تعریفیں اللہ کے لئے
ہیں جو عالمین کا رب ہے۔ تو اس سورہ مبارک سے یہ بات پوری طرح واضح
ہوجاتی ہے کہ عالم ایک نہیں ہے۔ جیسے یہ دنیا ایک عالم ہے اس طرح کی اور
بھی بے شمار عالمین ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بات میں کہ اور بے شمار عالمین
ہیں ایک عالم کی طرح ہے۔ہمیں اس طرف متوجہ فرمایا ہے کہ جس طرح ہم اس
دنیا میں اس عالم میں رہتے ہیں اسی طرح ہمیں اس دنیا میںکچھ عرصہ رہنے
کے بعد ایک اور عالم میں چلے جانا ہے۔ جس طرح ہم ایک عالم سے نکل کر یہاں
اس عالم میں آئے ہیں اسی طرح یہاں کچھ عرصہ مسافرت کرکے دوسرے عالم
میں ہمیں چلے جانا ہے۔ تو دوسرے عالم میں جانے کے لئے جو ہمارے لئے راستے
متعین ہیںاور اس عالم میں رہنے کے لئے جو راستے متعین ہیںان راستوں کی
نشاندہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلسل پیغمبران کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا
سلسلہ قائم فرمایا۔اور جیسے کہ روایت میں ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر
ان راستوں کا تعین کرنے کے لئے اور ان راستوں پر نوع انسانی کو ثابت قدم رہ کر
چلنے کے لئے مسلسل ہدایات دیتے رہے۔سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس
سلسلے کی آخری کڑی ہیں۔ اللہ کے محبوب دوست ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔
رسول اللہ ﷺ کا شجرہ نسب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
جاملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس بات پر فخر فرمایا کرتے تھے کہ میرے جد امجد
حضرت ابراہیم ہیں۔اسلام میں جتنے بھی ارکان ہیںان کے اوپر اگر غور کیا جائے

تو وہ سب حضرت ابراہیم سے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منتقل ہوئے۔ اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی امت کو منتقل ہوئے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ایسی مثال قائم کی کہ دنیا میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ جو کچھ دیکھا ۔ غور و فکر کیا ۔مشاہداتی طور پر کسی چیز کو سمجھ کر غور وفکر کرکے اس پر عمل کیا۔ بلکہ انہوں نے خواب کو بھی ایک حقیقت بنادیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو ذبح کررہا ہوں۔اس سلسلے میں یہ بات بھی بہت زیادہ غور طلب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس خواب کو محض خواب کہہ کر بات پور ی نہیں کردی کہ بھئی یہ تو خواب کی بات ہے اس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اس خواب کا تذکرہ انہوں نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل سے کیا۔ حضرت اسماعیل نے بھی اپنے باپ سے یہی عرض کیا کہ اے میرے باپ آپ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہوا ہے اس کو آپ پورا کردیں۔اس سے یہ بات ہمیں معلوم ہوئی کہ جس طرح یہ ہماری بیداری کی زندگی ہے ، دنیاوی زندگی ہے اسی طرح ایک اور زندگی ہماری ہے جس کو ہم خواب کی زندگی کہتے ہیں۔حضرت اسماعیل نے حضرت ابراہیم کا خواب سن کر یہ نہیں کہا کہ اباجی یہ تو خواب خیال کی بات ہے آپ کیسے کوئی باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرسکتا ہے۔بلکہ ان کو بھی خواب کی دنیا کا یا دوسرے عالم کی دنیا کا ادراک تھااور وہ یہ جانتے تھے کہ ایک پیغمبر کا خواب بھی اسی طرح سے سچا ہوتا ہے جس طرح بیداری میں کوئی عمل کیا جائے وہ مشاہداتی عمل ہوتا ہے۔جب حضرت ابراہیم نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے حضرت ابراہیم سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تم اذان کہو۔ حضر ت ابراہیم نے کہا یا اللہ ! یہاں تو ہم تین آدمی کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں ہے ۔ ایک حضرت ہاجرہ ہیں، ایک حضرت اسماعیل ہیں، ایک میں ہوں۔ یہاں اذان میں پکاروں گا، اذان دوں گا۔کون سنے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ تم اذان دو اور یہ تمہاری آواز عالمین میں پہنچ جائے گی ۔ اور عالمین اس آواز کو سنیں گے اور اللہ کے گھر کا طواف کرنے کے لئے لوگ یہاں قافلوں کی شکل میں آئیں گے۔لوگ یہاں اونٹوں پر آئیں گے۔ لوگ یہاں پیدل آئیں گے۔لوگ یہاں سواریوں میں آئیں گے۔اب آپ یہ دیکھیں اللہ تعالیٰ کا جو ارشاد حضرت ابراہیم کو کہا کہ جب تم اذان دے دوآج آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ بیس بائیس لاکھ آدمی ہر سال اللہ کے گھر پہنچ جاتا ہے اور وہاں حضرت ابراہیم کی سنت کو وہ دہراتا ہے۔خواب کی تعبیر اللہ تعالیٰ نے یہ نکالی کہ جب حضرت ابراہیم نے لٹا کر حضر ت اسماعیل کو ذبح کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اس سنت کو ، اس عادت کو ، اس قربانی کو ، اس ایثار کو قبول فرمایا اور حضرت اسماعیل کی جگہ وہاں دنبہ آگیا اور انہوں نے ذبح کردیا۔ تو قربانی کے جتنے بھی ارکان ہیں۔ یا حج کے جتنے بھی ارکان ہیںدراصل مسلمان حضرت ابراہیم کی سنت پہ عمل کرتے ہیں اور ان کو دہراتے ہیں۔یہ عمل تمام پیغمبر دہراتے رہے۔

اور آخری نبی ﷺ نے بھی اس کو دہرایا۔اور تمام امت مسلمہ پر یہ فرض قرار دے
دیا گیا کہ امت مسلمہ بھی جس کو اللہ تعالیٰ استطاعت دے وہ حج کرے۔اور
حضرت ابراہیم کاایثااور قربانی ہے اس کو بار بار اس لئے دہرایا جائے تاکہ
مسلمانوں کے اندر بھی اللہ کے لئے ایثار اور قربانی کا جذبہ زیادہ سے زیادہ
موجزن رہے۔اور زیادہ سے زیادہ کام کرتا رہے۔اس سلسلے میں یہ بات بھی
بہت زیادہ غور طلب ہے اور سوچنے سمجھنے کی ہے کہ جب ہم اسلام پر غور
کرتے ہیںتو اسلام من حیث المجموع اجتماعیت پر زور دیتا ہے۔یعنی آپ دیکھیں
کہ جب اسلام کا تذکرہ آتا ہے تو اس میں سب سے پہلے کلمہ طیبہ کے بعد ،
مسلمان ہونے کے بعد ، جو مسلمان کے اوپر فرض عائد ہوتا ہے وہ نماز ہے۔نماز
کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنے محلے میں ، مساجد میں اکھٹے ہوکر جمع ہوکر اپنی
نمازیں قائم کرو۔ اپنی نمازیں ادا کرو۔ پھر ہر ہفتے کو جمعے کا مبارک دن آتا
ہے۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے بڑی فضیلت بیان کی ہے۔اس میں یہ ہے کہ شہروں
میں ایسی جگہیں بنائی جائیںکہ جہاں مسلمان محلوں سے نکل کر اجتماعی طور
پر جامع مسجد میں جمع ہوں۔اور اجتماعیت کا مظاہرہ کریں۔اس کے بعد
پھرعیدین ہے۔ عید الفطر ہے، عید البقر ہے۔ جہاں عید الفطر کے سلسلے میں یہ
ضروری ہے کہ آپ اپنے غریب بھائیو ں کا خیال رکھو۔فطرہ ادا کرو۔وہاں یہ بھی
ہے کہ نماز عید الفطر جو ہے کسی کھلے میدان میں جمع ہوکر ادا کرو تاکہ
اسلام کا جو بنیادی مقصد ہے اجتماعیت کا وہ پورا ہوتا رہے۔حج کے بارے میں آپ
جب غور کریںگے وہ بھی ایک اجتماعی عبادت ہے۔بیس بائیس لاکھ آدمی ساری
دنیا سے کئی کئی ممالک سے جہاں جہاں بھی مسلمان ہیں سب ایک مرکز پر،
ایک جگہ جمع ہوجاتے ہیں۔اور اجتماعی طور پر حج کے فرائض پورے کرتے ہیں۔
تو یہ حضرت ابراہیم کی قربانی کی یہ جو سنت ہے اس میں جہاں ایثار،
حضرت اسماعیل کا صبر اور حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل کے ذہن میں اللہ
تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے ۔ یہاں یہ بات بھی ہمارے سامنے آتی ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے اس عمل کو پسند کرکے اس کو مسلمانوں کے لئے اجتماعی طور پر ادا
کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارکان اسلام پر جب ہم غور و فکر کرتے ہیںتو کہیں بھی
اسلام میں آپ کو انفرادیت نظر نہیں آئے گی۔ہر جگہ اجتماعیت ہے۔اللہ تعالیٰ
یہ چاہتے ہیں کہ سارے مسلمان متحد ہوکر ، مضبوطی کے ساتھ اللہ کی رسی
کو پکڑ لیں اور اس طرح متحد اور مضبوط ہوجائیں کہ عالم اسلام میں کہیں
کوئی تفرقہ نہ رہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا
تفرقوا ... اور اللہ کی رسی کو متحد ہوکر ، اکھٹے ہوکر ، تمام عالم اسلام کا ہر
مسلمان ایک جگہ جمع ہوکر توحید کے پلیٹ فارم پر جمع ہوکر اللہ کی رسی
کواس طرح مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیںکہ ساری امت مسلمہ ایک صف کی مانند
ہوجائے۔ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہوجائے۔ اور آپس میں کوئی
تفرقہ نہ ہو۔اب دیکھئے اس وقت مسلمانوں کی جو آبادی ہے ایک ارب بتائی
جاتی ہے۔ ایک ارب آبادی ہے اور اس ایک ارب کی آبادی میں اللہ تعالیٰ کے

رسول اللہ ﷺ کے بنائے ہوئے نظام کے تحت مکمل اجتماعیت ہے۔اب نماز میں جب ہم نماز قائم کرتے ہیں تو امام صاحب آگے ہوتے ہیں اور سارے مقتدی پیچھے ہوتے ہیں،وہ ہزار بھی ہوسکتے ہیں، ایک لاکھ بھی ہوسکتے ہیں، دس لاکھ بھی ہوسکتے ہیں۔ساری دنیا کے مسلمان بھی ہوسکتے ہیں، تو ایک امام صاحب آگے ہوتے ہیں۔اور پیچھے جتنے بھی لوگ ہیں وہ ایک کروڑ کیوں نہ ہو، وہ ایک آواز پر اجتماعی عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔مثلاً ابھی عید کی نماز ہم قائم کریں گے ۔ اب امام صاحب اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھیں گے۔ ہم سب کے سب نیت باندھ لیں گے۔امام صاحب جب رکوع میں جائیں گے تو ہم سارے کے سارے رکوع میں چلے جائیں گے۔امام صاحب جب سجدے میں پھیریں گے ادھر سے ادھر ہم سب بھی سجدہ کریں گے۔اور سجدہ کریں گے امام صاحب سلام پھیریں گے امام صاحب تو سارے کے سارے مقتدی بھی جو ہے سلام پھیر لیں گے۔تو یہ حضرت ابراہیم کی جو سنت ہے ، ایثار اور قربانی کی اور صبر کی اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اس ایثار اور قربانی کو جو حج کے فرائض میں شامل کرکے تمام امت مسلمہ پر نافذ کیا ہے اس کا ایک منشاء یہ بھی ہے کہ باپ بیٹے کی اجتماعیت کو قبول کرکے اس کو صبر اور استقامت کے ساتھ اللہ کے لئے اس طرح جھک جاؤ اور اللہ کے حکم کی اس طرح تعمیل کرو کہ تمہارے اندر اجتماعیت قائم رہے۔ تفرقہ پیدا نہ ہو۔آج امت مسلمہ کا یا مسلمان ممالک کا یا تمام مسلمان کو قوم کا المیہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر تفرقہ پیدا ہوگیا ہے۔اور اس تفرقے کی کوئی حدنظر نہیں آتی ، جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے اسی مناسبت سے تفرقہ بڑھ رہے ہیں۔ضرورت ہے اس بات کی جتنے بھی دانشور ہیں، علماء ہیں ، مذہبی اسکالر ہیں۔میرے خیال میں تو اس وقت اس سے بڑی اور کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اللہ کی جو آیت ہے ... واعتصموا بحبل اللہ جمعیا ولا تفرقوا ... کہ اللہ کی رسّی کو متحد ہوکرمضبوطی کے ساتھ پکڑ لواور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اس کی اس وقت بڑی اشد ضرورت ہے۔ اسی طرح جتنے مسلمان ہیں عام مسلمان ان کا بھی یہ فرض ہے کہ جہاں نفرتیں ہوں، جہاں تعصب ہو،جہاں تفرقہ ہو، وہاں سے اپنا ذہن ہٹائیںاور رسول اللہ ﷺ کے اس قول پر کہ ... کل اخواۃ مسلمین ... کہ ہر مسلمان آپس میں ایک دوسرے کا بھائی ہے۔بھائیوں کی طرح ہر مسلمان کو عزیز رکھا جائے۔ ہر مسلمان کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے۔ہر مسلمان کی جان کو مال کو اپنی جان اور مال کی طرح اس کی حفاظت کی جائے۔اگر یہ صورت واقع نہیں ہوئی تو ایسا نظر آتا ہے کہ مسلمانوں کی جو مجموعی قوت ہے ، مجموعی طاقت ہے ، اجتماعی قوت ہے وہ ریزہ ریزہ ہوجائے گی۔اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف مسلسل یہ عمل کہ اللہ کی رسی کو متحد ہوکر مضبوطی کے ساتھ نہ پکڑ ا جائے اور آپس میں تفرقہ ڈالے جائیں اس سے مسلمان کی طاقت جو ہے وہ ختم ہوجائے گی۔آج مسلمان جتنا ذلیل و خوار ہے ، جتنا پریشان ہے۔ دوسری قوموں نے اس کو اپنا لقمہ ء تر سمجھ کر نگلنے کی کوشش کی ہے اور کررہے ہیں، کوئی بھی عالم

اسلام آپ دیکھیں وہاں ایک بے چینی ہے۔ اضطراب ہے ، پریشانی ہے۔عدم
تحفظ کا احساس ہے۔ایسا نہیں ہے کہ مسلمان غریب ہے۔ مسلمانوں کے پاس
پیسے نہیں ہیں، مسلمان بڑے بڑے امیر ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کو معدنیا ت سے
نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زمینوں کو سونا اگلنے والی زمین بنایا ہے۔لیکن
چونکہ ہمارے اندر اتحاد نہیں ہے ، ہمارے اندر آپس میں بھائی چارہ نہیں ہے ،
ہمار ے اندر آپس میں وہ محبت نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی عملی زندگی
میں محبت کرکے دکھائی۔اس کی وجہ سے ہم پریشان بھی ہیں۔بدحال بھی
ہیں۔ہماری کہیں کوئی عزت نہیں ہے۔ ہماری کہیں کوئی عالمگیر حکومت
نہیں ہے۔اب یہی مسلمان تھے کہ جو تمام عالم میانہیں عروج حاصل تھا۔ جو
آج امریکہ کی پوزیشن ہے ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کی بھی وہی پوزیشن
تھی۔دنیا کے ہر ملک میں مسلمانوں کی حکومت تھی۔مسلمانوں کا غلغلہ تھا۔
مسلمانوں کا رعب تھا۔لیکن آج صورت حال جو کچھ ہے وہ ہم سب کے سامنے
ہے اور میرے خیال میں اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس
فرمان پر عمل نہیں کیا اور برابر اس عمل سے چشم پوشی ہورہی ہے کہ اللہ
تعالیٰ کا یہ حکم ہے ، اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں... واعتصموا بحبل اللہ جمعیا ولا
تفرقوا ...کہ اللہ کی رسی کو متحد ہوکر مضبوطی کے ساتھ اس طرح پکڑ لو کہ
آپس میں تمہارے اندر کوئی ٹوٹ پھوٹ نہ ہو ، کوئی تفرقہ نہ ہو ، کوئی یہ نہ
کہے کہ یہ مسلمان الگ ہیں، وہ مسلمان الگ ہیں،یہ گروہ الگ ہے، وہ گروہ
الگ ہے۔اور یہی سبق آپ کواسلامی تعلیمات میں نظر آئے گا۔ پھر میں اس کو
دہراتا ہوں کہ حج کے بارے میں جب آپ غور کریںگے تو وہاںبھی اجتماعیت ہے ،
بیس بائیس لاکھ آدمی ایک وقت میں ایک ہی کام کرتے ہیں۔اسی صورت سے
عیدین کی نماز میں جہاں بھی عیدین کی نماز ہوتی ہے آپ دیکھیں وہاں بھی
ایک اجتماعیت ہے۔روزے آپ دیکھ لیں کہ صبح فجر کی اذان ہوتی ہے۔آپ منہ
بند کرلیتے ہیں، اللہ کا حکم ہے کہ سارے دن کچھ نہیں کھانا۔ اللہ کے لئے بھوکا
رہنا ہے۔جب مغرب کی اذان ہوتی ہے آپ سب اجتماعی طور پر افطار کرلیتے
ہیں۔تو جتنا بھی آپ غور کریں گے انفرادی طور پر وہ ایک ہی بات آپ کو نظر
آئے گی کہ اسلام ایک اجتماعی پروگرام ہے۔ اسلام ایک اجتماعی عمل کی انسانو
ں کو دعوت دیتا ہے۔اور اسلام اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ نبی مکرم علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر اس طرح عمل کیا جائے کہ یہ بات ساری دنیا کے
سامنے آجائے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی چاہنے والی قوم ہے ،ان سے محبت کرنے
والی قوم ہے۔ان کے نقش قدم پر چلنے والی قوم ہے۔ اگر یہ نہیں ہوا اور اللہ
کرے ہم سب اس بات پر عمل پیرا ہوجائیں اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ کہ
ہم تفرقوں سے باز رہیں، اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں اللہ کے
بتائے ہوئے قوانین پر اور رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چل کر اپنے اسلاف کا وہ
ورثہ حاصل کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عطا فرمایا گیا ہے۔